مقالات ومضامین

دینی مدارس ——— مثالی اور قابل تقلید درس گاہیں

دینی مدارس اور ان کے نصاب تعلیم سے متعلق چند سوالات اور اُن کے جوابات

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

محترم جناب راشد بخاری صاحب　　　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ !

گرامی نامہ باعث تشکر ہوا۔

گرامی نامہ کے ساتھ سوالنامہ بھی ملا۔ احقر اپنی مصروفیات کے باعث زیادہ تفصیل کی بجائے اصولی نکات اور اجمال پر ہی اکتفاء کر سکے گا، تاہم اُمید ہے کہ آپ کے سوالوں کے بنیادی جوابات اس میں آ جائیں گے۔

س۔ آپ کے نزدیک اسلامی نظام تعلیم سے کیا مراد ہے؟

ج۔ اسلامی نظامِ تعلیم کے دو مصداق ہیں: (الف) یہ کہ اس کا نظام اور نصابِ تعلیم دونوں اسلامی تعلیمات کے مطابق ہوں یعنی اس کا نصاب علومِ اسلامیہ، قرآن وسنت اور فقہ، اور اس کے معاون علوم پر مشتمل ہو، اور نظریہ تعلیم بھی قرآن وسنت کی ہدایات کے مطابق ہو جس کا مقصد قرآن وسنت اور دیگر اسلامی علوم کی حفاظت اور مسلم معاشرہ کا ان سے تعلق قائم رکھنا، مساجد ومدارس کے نظام کو قائم رکھنا، اس کے لیے رجالِ کار فراہم کرنا اور یورپ کی تہذیبی ونظریاتی یلغار کا مقابلہ کرتے ہوئے اسلامی طرز معاشرت اور عقائد کی حفاظت کرنا۔ (ب) ایسا نظام تعلیم جس میں عصری علوم کی تعلیم دی جائے۔ عقائد اور اسلامی احکام کی تعلیم واجبی حد تک ہو۔ تاہم اس میں لادینی نظریات اور مغربی تہذیب کی تعلیم نہ دی گئی ہو۔ اسلام کے مسلمہ عقائد ونظریات اور احکام ومسائل کے خلاف کوئی بات نہ ہو۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اس نظام تعلیم میں نصابِ تعلیم اگرچہ اسلامی نہیں، لیکن اس نظام تعلیم کا مقصد کسی کو بے دین یا سیکولر بنانا بھی نہیں، نہ ہی سازش کے طور پر اسلامی عقائد ونظریات کو نشانہ بنانا مقصود ہے۔ بیشتر مسلم ممالک کے سرکاری ادارے اسی طرح کے نظامِ تعلیم کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

س۔ پاکستان کے طبقاتی نظامِ تعلیم میں مدارس کی علاحدہ حیثیت، اسلامی نظامِ تعلیم کی طرف پیش رفت میں معاون ہے یا رکاوٹ؟ یا مزید طبقات پیدا کر رہی ہے؟

ج۔ مدارس طبقاتی نظام تعلیم کے حق میں ہیں۔ قیامِ پاکستان سے قبل، علی گڑھ کے نظام تعلیم اور دیوبند کے نظامِ تعلیم دو مختلف بلکہ متضاد مقاصد کے لیے وجود میں آئے۔ دونوں طبقات نے نیک نیتی کے ساتھ قوم کے سامنے اپنا پروگرام رکھا۔ علی گڑھ کی نظر مسلمانوں کی قومی زندگی اور دنیاوی ترقی پر تھی۔ دیوبند نے مسلمانوں کی دینی فلاح اور علوم قرآن وسنت کی حفاظت کی طرف توجہ کی، لیکن قیامِ پاکستان کے بعد علی گڑھ اور دیوبند کی تحریکوں کو ایک دوسرے کے قریب آنا چاہیے تھا جس

کے لیے ابتدائی لائحہ عمل یہ ہے کہ میٹرک تک تعلیم ہر شہری کے لیے لازمی قرار دی جائے اور اس کے لیے ایک طرز کے تعلیمی ادارے ہوں جن میں کسی قسم کی طبقاتی ترجیحات نہ ہوں۔ میٹرک کے بعد تعلیم کو انجینئرنگ، میڈیکل، تاریخ، قانون اور علم دین وغیرہ میں تقسیم کر دیا جائے۔ حکومت جس طرح میڈیکل کالج کے سند یافتہ کو کوالیفائیڈ تسلیم کرتی ہے اسی طرح دینی مدارس کے فضلاء کی حیثیت کو بھی تسلیم کرے۔

س۔ ہمہ جہت اسلامی شخصیت کی تشکیل میں مدارس کیا کردار ادا کر رہے ہیں؟ اور آپ کیا محسوس کرتے ہیں کہ کن پہلوؤں سے مدارس کے نظامِ تعلیم میں بہتری کی ضرورت ہے؟

ج۔ مدارس کے وسائل محدود اور مسائل بے شمار ہیں۔ ہمہ جہت اسلامی شخصیت کی تیاری کے لیے قوم، مدارس اور حکومت کا اشتراک و اخلاص ضروری ہے، لیکن یہاں صورتِ حال یہ ہے کہ حکومت سرے سے مدارس کے وجود ہی کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ جب مدارس کو اپنی جان ہی کے لالے پڑے ہوں، تو جامع شخصیات کی تیاری کیوں کر ممکن ہو گی۔ تاہم ہمیں یہ تسلیم ہے کہ مدارس کے فضلاء کے لیے کسی بین الاقوامی زبان میں مہارت، معاصر فلسفہ ہائے حیات کا مطالعہ، ابلاغ عامہ کے جدید ذرائع سے واقفیت اور اسلام کی دعوت، ترجمانی اور دفاع کی صلاحیتوں کا حامل ہونا ضروری ہے۔ مدارس اس طرف توجہ کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ مستقبل قریب میں بہتر نتائج کی توقع ہے۔

س۔ مدارس میں اصلاحات کے لیے حکومت کے اقدامات کو آپ (۱) مدارس کے ایک نمائندے کے طور پر اور (۲) ایک مسلمان عالم اور شہری کی حیثیت سے کس انداز میں دیکھتے ہیں؟ (رجسٹریشن/ امداد/ جدید مضامین کی شمولیت/ ماڈل مدارس/ مدرسہ بورڈ)

ج۔ مدارس میں اصلاحات کے حکومتی اقدامات سے متعلق ہمارا تجربہ کافی تلخ ہے۔ حکومتوں کے اپنے ایجنڈے ہوتے ہیں۔ امداد، رجسٹریشن اور جدید مضامین وغیرہ اس ایجنڈے کی تکمیل کے مدارج و مراحل ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم نے حکومتی نمائندوں کو اپنے تحفظات سے آگاہ کر دیا ہے۔ باقی فی نفسہ ہم رجسٹریشن اور عند الضرورت جدید مضامین کو شاملِ نصاب کرنے کے مخالف نہیں ہیں۔

س۔ کیا مدارس کی رجسٹریشن ضروری ہے؟ اگر ہے تو کیوں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

ج۔ ہم مدارس کی رجسٹریشن کے حق میں ہیں۔ مدارس کی رجسٹریشن سوسائٹی ایکٹ ۱۸۲۵ء کے تحت ہونی چاہیے جیسے کہ اب تک ہوتی چلی آئی ہے۔ اسی طرح ملک کے پانچوں مسلمہ وفاقوں سے الحاق کو بھی رجسٹریشن تصور کیا جانا چاہیے۔

س۔ حکومتی اصلاحات کے ایجنڈے پر مدارس کے تحفظات کیا ہیں؟ کیسے دور ہو سکتے ہیں؟

ج۔ ہمیں سب سے زیادہ اندیشہ یہ ہے کہ حکومت مختلف طریقوں سے مدارس کی آزادی و خود مختاری کو سلب کرنا چاہتی ہے۔ اگر حکومت کے ذمہ دار حضرات ارباب "وفاق" کو یہ ضمانت دیں کہ حکومت مدارس کے تعلیمی و انتظامی معاملات میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرے گی اور وہ خیر خواہی کے ساتھ مدارس سے تعاون کرنا چاہتی ہے تو اپنے قواعد و ضوابط کے مطابق اس

پر غور کیا جاسکتا ہے۔

س۔ماڈل مدارس اور اس کے حوالے سے اب تک کے تجربات کے بارے میں آپ کی رائے؟

ج۔ماڈل مدارس اپنی ناکامی کا خود منہ بولتا ثبوت ہیں۔ابھی تک ان کی کوئی کارکردگی سامنے نہیں آئی۔آئندہ بھی یہی توقع ہے۔دنیاوی تعلیم کے سرکاری اداروں کی کارکردگی قوم کے سامنے ہے۔پرائیوٹ اداروں کے مصارف ادا کرنے کی سکت رکھنے والے تمام والدین ان کے مقابلہ میں پرائیوٹ تعلیمی اداروں کو ترجیح دیتے ہیں جو حکومت عصری تعلیمی اداروں کے معیار کو بلند نہیں کرسکی وہ ماڈل مدارس کیا قائم کرے گی؟

س۔مدارس کے فارغ التحصیل طلبہ کا مستقبل؟امام/خطیب/مفتی یا کچھ اور بھی؟

ج۔مدارس کے فضلاء کا فراغت کے بعد امام، خطیب، مفتی یا مدرس ہونا کچھ کم اعزاز نہیں کہ اسے سوالیہ نشان بنایا جائے۔قوم وملت کی دینی رہنمائی کے لیے ان مناصب کے لیے افراد کی تیاری شرعاً اور عقلاً ضروری ہے۔حکومت کی مدارس اور مساجد کے بارے میں جو پالیسی ہے وہ سب پر عیاں ہے۔اس حال میں اگر ائمہ وخطباء اور مدرسین ومبلغین کی فراہمی بھی بند ہو جائے تو مساجد ومدارس کو کون آباد کرے گا؟

س۔کیا موجودہ مدارس کا ڈھانچہ نو آبادیاتی دور کی وراثت ہے اور محض ردِ عمل اور تحفظات کی پالیسی پر گامزن ہے؟ جیسا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے؟

ج۔مسلمانوں میں درس وتدریس کا سلسلہ دورِ نبوت سے جاری ہے۔برصغیر میں انگریزوں کی آمد اور تسلط کے بعد علماء کرام نے محسوس کیا کہ انفرادی سطح اور مسلم ریاستوں کے وظائف پر چلنے والے مدارس کی بجائے اجتماعی اور عوامی تعاون سے ایسے تعلیمی اداروں کی ضرورت ہے جو نہ صرف دینی علوم بلکہ مسلمانوں کی تہذیب ومعاشرہ کی حفاظت بھی کریں۔گویا مدارس دینیہ فی الحقیقت حفاظت دین کی ایک تحریک ہے۔انہیں محض نو آبادیاتی دور کی وراثت کہنا صحیح نہیں۔

س۔اس سے قطع نظر کہ دوسرے خصوصاً مغرب والے ہم سے اور ہمارے نظامِ تعلیم سے کیا چاہتے ہیں؟ کیا ہم نے سوچا ہے کہ خود ہم اپنے نظامِ تعلیم اور خود سے کیا چاہتے ہیں؟ اور اپنے کردار کو مؤثر بنانے کے لیے ہم کیا کر رہے ہیں؟

ج۔دینی مدارس کے نظام تعلیم میں اصلاح وترمیم سے اہلِ مدارس نے کبھی صرف نظر نہیں کیا۔ضرورت کے مطابق اس میں اصلاحات ہوتی رہتی ہیں۔تاہم یہ حقیقت قابل تسلیم ہے کہ ہمارے فضلاء دوسرے ادیان ومذاہب اور معاصر فلسفہ ہائے حیات کے تقابلی مطالعہ میں کمزور ہیں۔اسی طرح موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق ایک عالم دین میں اتنی لیاقت وصلاحیت ہونی چاہیے کہ وہ اپنے مافی الضمیر کو بین الاقوامی زبانوں عربی/انگلش میں ادا کرسکے یا کم از کم سمجھ سکے۔

س۔خواتین کی تعلیم کے فروغ کے لیے مدارس نے کیا اقدامات کیے ہیں اور مدارس البنات میں خواتین کو کیا تعلیم دی جارہی ہے؟ اور وہ معاشرے اور گھر میں ان کے کردار کی ادائیگی کے لیے کس طرح معاون ہے؟

ج۔مدارس البنات میں مکمل درسِ نظامی بنین کے مقابلہ میں قدرے اختصار کے ساتھ پڑھایا جارہا ہے۔اس کی ترقی و

مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ گزشتہ سال وفاق المدارس العربیہ کے عالمیہ کے امتحان میں طالبات کی تعداد طلبہ کے مقابلہ میں تقریباً ڈیڑھ گنا تھی۔ احکامِ شریعت سے پوری طرح باخبر ہونے کی وجہ سے بچیاں گھر اور معاشرے میں ایک مسلمان عورت کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں باحسن طریقے سے پوری کررہی ہیں۔

س۔ گزشتہ دنوں آپ کو ناروے/امریکہ وغیرہ کا دورہ کرنے کا موقع ملا۔ وہاں پر آپ کی مصروفیات کی نوعیت کیا رہیں؟

☆ آپ کے خیال میں وہاں کے لوگوں کی خاص طور پر دلچسپی کیا ہے؟ اور ان کے تحفظات کیا ہیں؟ ☆ وہ اس کے لیے کیا اقدامات کررہے ہیں؟ اور ان اقدامات کے کیا نتائج نکلیں گے؟

ج۔ ناروے کا دورہ گورنمنٹ آف ناروے کی دعوت پر تھا جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام شامل تھے اور بنیادی مقصد مدارس کے بارے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ تھا۔ اس کے ساتھ دوسرے مذاہب کے ساتھ ڈائیلاگ اور اسلام کا صحیح تعارف پیش کرنا تھا۔ امریکہ کے دورے کے مقاصد بھی یہی تھے، البتہ اس دورے میں طبقۂ علماء کی نمائندگی میں نے کی تھی۔ دونوں ممالک میں مختلف یونی ورسٹیوں، کالجز اور مختلف مذاہب کی عبادت گاہوں میں خطاب اور علماء سے ملاقات اور تبادلہ خیالات میں زیادہ وقت صرف ہوا۔ اس کے علاوہ پاکستانی کمیونٹی کے مختلف طبقات سے ملاقات ہوئی۔

☆ وہاں کے عوام، اسلام کے بارے میں جاننے کے خواہش مند ہیں۔ البتہ پروپیگنڈہ کا شکار ہونے کی وجہ سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ سے خائف ہیں۔

☆ وہ اسلام کی اُن تمام اقدار کو اپنے اندر رائج ہونے دیتے جو ان کی روایات اور معاشرت سے اعلیٰ وارفع ہیں اور تقابل کی صورت میں مغربی معاشرت کی شکست لازمی ہے۔

س۔ مدارس کی تعداد/اعداد وشمار؟

ج۔ پاکستان میں اس وقت مدارس دینیہ کی تعداد ساڑھے تیرہ ہزار ہے جن میں ۱۲ لاکھ سے زائد طلبہ وطالبات تعلیم حاصل کررہے ہیں اور تقریباً ۵۳ ہزار اساتذہ ومعلمات تعلیمی فرائض انجام دے رہے ہیں۔

س۔ آغا خان بورڈ اور پاکستان کا نظام تعلیم۔ حکومتی اقدامات؟

ج۔ ہم آغا خان بورڈ کے قیام کو پاکستان میں نظام تعلیم بالخصوص اسلامی تشخص کے لیے نہایت مضر اور سازش سمجھتے ہیں۔ اس کی مدافعت ہر ذی شعور پاکستانی پر لازم ہے کیوں کہ اسلامی نقطہ نظر سے لکھنے پڑھنے اور تعلیم یافتہ ہونے میں فرق ہے۔ مغرب ہمیں لکھنا پڑھنا تو سکھانا چاہتا ہے لیکن تعلیم یافتہ نہیں دیکھنا چاہتا۔

س۔ اتحاد تنظیمات مدارسِ دینیہ کا کردار؟

ج۔ ''اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ'' مختلف مکاتب فکر کے مدارس کا مشترکہ فورم ہے جس نے گزشتہ سالوں میں مدارس کے تحفظ واستقلال کے لیے قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں۔ اتحاد کی بدولت ہمیں بہت سے مسائل میں کامیابی حاصل

ہوئی۔ان شاءاللہ یہ اتحاد آئندہ بھی اپنا کردار ادا کرتا رہے گا۔

س۔آئی پی ایس کے سیمینارز میں مدارس کے نمائندوں کی طرف سے بہت سی تجاویز سامنے آئیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔براہِ کرام ان پر اپنی رائے دیجیے؟ ☆قومی سطح پر مدارس کی نمائندگی کے لیے ایک ایسے وسیع البنیاد ادارہ کا قیام جو تمام مسالک و مدارس کی نمائندگی کرے اور مدارس کے وفاقوں کے لیے بھی ایک نگران سنڈیکٹ کے فرائض انجام دے! ☆مجمع الفقہ، نصاب بورڈ (متفقہ جامع نصاب کو متعارف کروانا) تمام مدارس میں امہات الکتب کی تدریس! ☆نصاب پر باقاعدہ نظر ثانی ہر پانچ سال بعد ہونی چاہیے۔☆مدارس میں فنی تعلیم (مدارس میں انتظام/ دیگر پیشہ وارانہ اداروں کے ساتھ الحاق وغیرہ ہونا چاہیے) ☆تخصص، اجتہاد اور تحقیق کے لیے ادارتی تشکیلات (تحقیق و تصنیف۔ دارالافتاء) کے لیے موجودہ نظام کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے؟ ☆ایک دینی جرائد کونسل قائم کر کے اس کی جانب سے ایک معیاری سہ ماہی مجلے کا اجراء جو مسلکی تفریق سے بالاتر ہو کر مختلف ملکی اور عالمی مسائل پر بحیثیت مجموعی مدارسِ دینیہ کے نقطہ نظر کی وضاحت کرے۔

ج۔قومی سطح پر مدارس کی نمائندگی کے لیے ایک وسیع البنیاد ادارے کے قیام کی تجویز معقول ہے۔اس سلسلہ میں ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' مفوضہ خدمت انجام دینے کے لیے حاضر ہے۔

☆متفقہ جامع نصاب کی ترویج مشکل ہے۔امہات الکتب میں اختلاف ہے۔ممکن ہے ایک مسلک کے نزدیک جو کتاب ''ام الکتاب'' کا درجہ رکھتی ہو دوسرے کے نزدیک نہ ہو، اس لیے اپنے مسلک کے مطابق مرتب نصاب پڑھانا ہی مناسب ہے۔البتہ مشترکہ مقاصد کے لیے یک آواز ہونا ضروری ہے۔☆ہر پانچ سال بعد نصاب پر باقاعدہ نظر ثانی کی تجویز درست ہے۔☆مدارس کے بھاری بھرکم نصاب کے ساتھ مزید کسی فنی تعلیم کی گنجائش نہیں۔دینی مدارس کا اصل مقصد معاشرہ میں مسجد و مدرسہ کے ادارہ کو قائم رکھنا اور رجالِ کار فراہم کرتے رہنا ہے جو کہیں اور سے فراہم نہیں ہو سکتے۔فنی اور پیشہ وارانہ تعلیم کی صورت میں یہ مقصد متاثر و مجروح ہوگا۔ ☆تحقیق و تصنیف اور تخصصات کے لیے مدارس کا اپنا نظام موجود ہے۔موجودہ عالمی تناظر میں اس کے نصاب میں مشاورت کے ساتھ تبدیلی کی جاسکتی ہے۔☆دینی جرائد کونسل کے قیام اور اس کی طرف سے معیاری سہ ماہی مجلہ کے اجراء کی تجویز بہت مثبت ہے۔میری رائے میں اگر ممکن ہو تو سہ ماہی کی بجائے یہ مجلہ ہر ماہ شائع ہونا چاہیے۔

والسلام

محمد حنیف جالندھری

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مہتمم جامعہ خیر المدارس، ملتان

یکم ربیع الاول ۱۴۲۶ھ۔۱۱/ اپریل ۲۰۰۵ء